تعارف وتبصرہ:

علامہ عبدالعزیز میمن ۔۔سوانح اور علمی خدمات

خالد ندیم *

محمد راشد شیخ (مصنف) ،قرطاس ۔عثمان پلازہ ، بلاک ۱۳۔بی،گلشن اقبال کراچی، ۷۵۳۰۰، ۲۰۱۱ء،
صفحات:۶۳۲، قیمت:۶۰۰ روپے۔

جناب راشد شیخ علمی دنیا کے ایک ایسے فرد ہیں، جو ہمیشہ نئے موضوع کو منصۂ شہود پر لے کر آتے ہیں۔ اس مرتبہ بھی وہ ایک عبقری شخصیت، یعنی علامہ عبدالعزیز کے سوانح اور ان کی علمی خدمات کا تعارف و تجزیہ پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتاب ۲۰۰۹ء میں ادارۂ احیاے علم و دعوت لکھنؤ نے شائع کی تھی، لیکن ۲۰۱۱ء میں اس کا نظرثانی و اضافہ شدہ پاکستانی ایڈیشن منظر عام پر آیا ہے۔

کتاب کا پیش لفظ دارالعلوم ندوۃ العلما کے خادم تدریس جناب فیصل احمد ندوی بھٹکلی نے تحریر کیا ہے، جس میں انھوں نے عربی زبان و ادب اور اس کی تحقیق پر علامہ عبدالعزیز میمن کی دسترس کے ثبوت میں کئی واقعات بیان کیے ہیں، نیز ان کی شخصیت کے بعض روشن پہلو اجاگر کیے ہیں۔ ان کا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ایسے فضائل و کمالات کی جامع شخصیت پر اردو عربی میں مضامین تو بہت لکھے گئے، جرائد و رسائل کے مخصوص نمبر بھی نکلے، مگر اب تک ان کی حیات اور علمی خدمات پر کوئی مرتب اور مستند کتاب نہیں لکھی گئی [تھی]۔ یہ برِصغیر کی ملتِ اسلامیہ کے ذمے قرض تھا، جو اگرچہ بہت تاخیر سے ادا ہوا، لیکن جس 'حسنِ ادا' کے ساتھ اس کی ادائیگی ہوئی ہے، اس کو دیکھتے ہوئے یہ تاخیر قابلِ معافی ہے۔ درحقیقت یہ کام ادبِ عربی کے باذوق اور باصلاحیت طالب علم یا استاد کے کرنے کا تھا، لیکن ان کو اب جناب محمد راشد شیخ کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انھوں نے یہ فرض کفایہ ان کی طرف سے ادا کر دیا ہے۔حق یہ ہے کہ انھوں نے ان کے سوانح کا حق ادا کر دیا ہے۔ (ص۲۳-۲۴)

مقدمے میں فاضل مصنف نے اہلِ سندھ اور اہلِ گجرات کے عربوں سے تعلقات کے علاوہ عربی زبان و ادب سے ان خطوں کے لوگوں کی دل بستگی اور تصنیف و تالیف کا ذکر کیا ہے، اس سلسلے میں انھوں نے علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی، امام صغانی لاہور، میر غلام علی آزاد بلگرامی، نواب صدیق حسن خاں قنوجی، حکیم سید عبدالحئی، مولانا سید

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف سرگودھا، پاکستان

ابوالحسن ندوی اور علامہ عبدالعزیز میمن کے اسمائے گرامی گنوائے ہیں۔ شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ علامہ میمن کے خاندان میں دُور دُور تک کسی کا علم و تحقیق سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ان کا آبائی تعلق علمی لحاظ سے پسماندہ علاقے سے تھا۔ انھیں عربی زبان کی تعلیم کے لیے خالص عربی ماحول نہیں ملا، بلکہ جو کچھ سیکھا، یہیں رہ کر سیکھا، لیکن اس سب کے باوجود جب ہم ان کے عربی زبان پر عبور اور علمی خدمات پر غور کرتے ہیں تو شدید حیرت ہوتی ہے کہ ایک ایسا شخص، جس نے ایک دِن بھی کسی کالج یا یونی ورسٹی میں تعلیم حاصل نہ کی ہو اور جس کو عربی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایک دِن بھی کسی عرب ملک میں رہنے کا موقع نہ ملا ہو، محض اپنی محنت سے وہ بلند مقام حاصل کر لیتا ہے کہ اہلِ زبان اسے اپنا استاد، بلکہ امام اللغۃ العربیہ تسلیم کرتے ہیں۔ (ص ۲۶-۲۷) مصنف نے علامہ میمن کے شاگرد ارجمند ڈاکٹر مختار الدین احمد آرزو (صدرِ شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی) کی زیرِ ادارت مجلہ الجمع العلمی الھندی کے دو ضخیم نمبروں کے مطالعے کے بعد زیرِ تبصرہ کتاب کا ارادہ کیا۔ شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ جیسے جیسے تحقیق و تلاش کا سلسلہ آگے بڑھتا گیا، ویسے ویسے علامہ کی عبقری شخصیت کے نئے نئے گوشے سامنے آتے گئے۔ (ص ۲۸) اس سلسلے میں انھوں نے علامہ سے متعلق ہر شخصیت سے رابطے کی کوشش کی، ان سے متعلق ہر رسالے اور کتاب سے نوٹ لیے، خاندان کے افراد سے آڈیو کیٹس اور دیگر یادداشتوں کو حاصل کیا، علامہ کے اَن گنت تلامذہ سے رابطے کیے، حتیٰ کہ علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں علامہ میمن کے تقرر کے لیے ۱۹ ر ستمبر ۱۹۲۴ء کو لکھا ہوا علامہ اقبال کا ایک سفارشی خط بھی فراہم کر لیا۔ یہ خط چونکہ پہلی مرتبہ اس کتاب میں ہی شائع ہوا ہے، اس لیے تبرک کے طور پر یہاں نقل کیا جاتا ہے:

> I know the applicant is extremely learned in Arabic literature and has done a fair deal of research work for which he is imminently fitted. I am sure he will make an excellent Professor of Arabic and I have no hesitation in recommending him to the notice of the Muslim University authorities. He has already done fair work in the Punjab University and I shall be glad if a Muslim University employs him.

مصنف نے اس کتاب کی وجہِ تصنیف پر جو جملہ تحریر کیا ہے، وہ ان کی نیک نفسی اور بلندیِ کردار کی عکاسی کرتا ہے۔ انھوں نے لکھا کہ پیشِ نظر کتاب علامہ میمن کے حالات اور علمی خدمات پر اردو زبان میں اوّلین کتاب ہے۔ یہ کتاب کسی یونی ورسٹی سے ڈگری کے حصول کی خاطر نہیں لکھی گئی، بلکہ اس کا مقصد عربی زبان سے محبت اور

عربی زبان و ادب کی ایک عبقری شخصیت سے اردو داں قارئین کو آگاہ کرنا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قرآن کی زبان کی اس عاجزانہ خدمت کو قبول فرمائے اور عربی زبان سے بحیثیت ایک زندہ زبان ہمارا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہو۔(۳۱-۳۲)

کتاب کے شروع میں محقق نے بعض نادر و نایاب تصاویر جمع کر دی ہیں۔ تصویروں کا انتخاب اور پیش کش اس قدر اعلیٰ ہے کہ کوئی باذوق قاری داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان تصاویر کی جمع آوری پر مؤلف مبارک باد کے مستحق ہیں، کیونکہ ان کی محنت اور جستجو سے تاریخ کے یادگار لمحے اگلی صدیوں تک زندہ ہو گئے ہیں۔ ان تصاویر میں علامہ میمن کی ۱۹۲۸ء، ۱۹۳۶ء اور ۱۹۶۵ء کی تین سرفہرست ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر تصویروں کی تفصیل یوں ہے: (۱) ۱۹۳۶ء میں قیامِ قاہرہ میں بدرالدین (چینی مؤلف چین و عرب کے تعلقات) کے ساتھ (۲) علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے شعبۂ عربی کی عربی سوسائٹی کے اراکین، یعنی مجتبیٰ حسن، ڈاکٹر خورشید احمد فاروق، ڈاکٹر مختار الدین احمد، نواب محمد اسماعیل خاں چانسلر، محمد مسعود صدیقی، ڈاکٹر عابد احمد علی، بدرالدین علوی، خورشید حسن اور شعبے کے طلبہ کے ساتھ، (۳) مصری صحافیوں کے وفد کی مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ میں آمد کے موقع پر ڈاکٹر مختار الدین احمد، محمد مسعود صدیقی، مجتبیٰ حسن، بدرالدین علوی، صلاح عبدالمجید، ابوالفتح، ڈاکٹر ذاکر حسین (وائس چانسلر)، احمد قاسم جودہ، احسان عبدالقدوس، زکریا شربنی، طارق عابد احمد علی، عبدالحمید الحریری، ڈاکٹر عابد احمد علی اور سی ایل بھردواج کے ساتھ، (۴) ۱۹۶۳ء میں کراچی میں منعقدہ یومِ نذیر احمد کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے، حفیظ جالندھری، ممتاز حسن اور شاہد احمد دہلوی کے ساتھ، (۵) ۱۹۶۸ء میں عربی لغت نگاری کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے، شان الحق حقی اور ممتاز حسن کے ساتھ، (۶) سرسید کالج کراچی میں بزمِ عربی کی صدارت کرتے ہوئے، ڈاکٹر سید محمد یوسف اور آمنہ کمال کے ساتھ، (۷) کراچی کی ایک تقریب میں مدیرِ میمنِ عالم عمر عبدالرحمٰن کے ساتھ، (۸) ۱۹۷۰ء کی علامہ کی دست خطی تصویر، (۹) کراچی یونی ورسٹی کے شعبۂ عربی میں خطاب کرتے ہوئے، ڈاکٹر سید محمد یوسف اور محمد بن خلیل عرب کے ساتھ، (۱۰) ۱۹۶۶ء میں ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اور ڈاکٹر محمد باقر (پرنسپل) سمیت اورینٹل کالج لاہور کے اساتذہ اور طلبہ و طالبات کے ساتھ (دو مختلف تصاویر)، (۱۱) ۱۹۶۶ء میں قیامِ لاہور کے دَوران ممتاز حسن اور خلیل الرحمٰن داؤدی کے ساتھ، (۱۲) اورینٹل کالج لاہور کے اساتذہ کے ساتھ، (۱۳) ۱۹۶۸ء میں عربی لغت نگاری کے موضوع پر خطبے کے موقع پر، نسیم امروہوی، ممتاز حسن، مولانا منتخب الحق قادری، ڈاکٹر شوکت سبزواری، بشیر احمد ڈار، شان الحق حقی، جمیل الدین عالی، اعجاز الحق قدوسی و دیگر کے ساتھ، (۱۴) اپنے نواسے احمد فراز اور نواسی کے ساتھ، (۱۵) ۱۹۷۴ء میں قیامِ کراچی کے دَوران ڈاکٹر وقار احمد رضوی کے ساتھ، (۱۶) کراچی یونی ورسٹی میں ڈاکٹر

سید محمد یوسف، ایک عرب مہمان اور اساتذہ وطلبہ و طالبات کے ساتھ (دو مختلف تصاویر)، (۱۷) صدرِ پاکستان محمد ایوب خاں کی طرف سے پرائڈ آف پرفامنس عطا کرنے کے موقع پر، (۱۸) ۱۹۷۵ء میں منعقدہ عربی کانفرنس میں محمد عبدالرشید نعمانی، ڈاکٹر حبیب الحق ندوی اور محمد پاشا ندوی کے ساتھ، (۱۹-۲۴) علامہ میمن کے تلامذہ (ڈاکٹر سید محمد یوسف، ڈاکٹر خورشید احمد فارق، ڈاکٹر مختار الدین احمد، ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ، ڈاکٹر سید عبداللہ، مولانا امتیاز علی خاں عرشی) کی انفرادی تصاویر۔

پہلے ۹/ابواب علامہ میمن کی حالاتِ زندگی پر مشتمل ہیں۔ یہ ابواب بالترتیب 'خاندان، ولادت، ابتدائی حالات'، 'قیامِ دہلی بحیثیت طالب علم'، 'قیامِ امروہہ ورام پور بحیثیت طالب علم'، 'قیامِ پشاور'، 'پہلا قیامِ لاہور'، 'قیامِ علی گڑھ'، 'قیامِ کراچی'، 'دوسرا قیامِ لاہور' اور 'قیامِ کراچی و حیدرآباد' کے عنوانات کے تحت مرتب کیے گئے ہیں۔ ان ابواب میں محقق نے اپنے نتائج تحقیق کو اس انداز میں مرتب کیا ہے کہ ایک طرف وہ اعلیٰ تحقیق کا شاندار نمونہ قرار پاتے ہیں تو دوسری جانب اسلوب کی تازگی سے بھی مملو ہیں۔ محمد راشد شیخ کی تحقیقی لگن کا اندازہ کرنے کے لیے ان ابواب کا مطالعہ کافی نہیں، بلکہ ان ابواب کے حواشی دیکھنے سے ہوتا ہے۔ ان ابواب میں محقق نے محض سوانحی حالات دینے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ ان کے علمی وفکری ارتقا کا جائزہ بھی لیا ہے۔

چونکہ علامہ میمن کی شخصیت کا بنیادی وصف عربی زبان وادب پر ان کی کمال مہارت تھی، لہٰذا شیخ صاحب نے 'عربی زبان اور علامہ میمن' کے نام سے دسویں باب میں مفصل گفتگو کی ہے۔ عربی زبان سے تعلق سے درجۂ کمال پر پہنچنے کی رُوداد بیان کرنے کے بعد محقق نے علامہ میمن کے عربی اسلوب پر تنقیدی آرا پیش کی ہیں، عربی مخطوطات کے بارے میں ان کی وسیع معلومات کا احاطہ کیا ہے اور عربی تلفظ پر ان کی دسترس کو بعض واقعات سے نمایاں کیا ہے۔ گیارہویں باب میں محقق نے علامہ میمن کی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصانیف وتالیفات ومقالات کی فہرست کے علاوہ ان کے ذخیرۂ کتب کی مکمل فہرست مرتب کی ہے۔ بارہویں باب میں علامہ میمن کی عادات وخصائل پر نہایت تفصیل سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ دراصل یہ وہ باب ہے، جس کے مطالعے کے بغیر علامہ میمن کی شخصیت کی پرتیں نہیں کھل سکتیں۔ تیرہویں باب میں محقق کی محنت بخوبی نمایاں ہوتی ہے۔ اس باب میں محمد راشد شیخ نے علامہ کے چھبیس نامور شاگردوں کے حالات کہیں مفصل اور کہیں مختصر بیان کیے ہیں۔ علامہ کے ان تلامذہ کے اسمائے گرامی سے ہی خود علامہ کے علمی مرتبے کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ان کے شاگروں میں ڈاکٹر سید محمد یوسف، ڈاکٹر خورشید احمد فارق، ڈاکٹر مختار الدین احمد، ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ، ڈاکٹر ریاض الرحمٰن خاں شروانی، مولانا امتیاز علی خاں عرشی، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، ڈاکٹر سید محمد سلیم، ڈاکٹر سید اختر امام،

پروفیسر حبیب اللہ غضنفر، ڈاکٹر سید احمد جیسے ناموارانِ علم و ادب خود استاذالاساتذہ قرار پاتے ہیں۔

چودھواں باب 'اعترافِ عظمت اور خراجِ عقیدت' میں شام، اردو، مصر، حجاز کے بعض ناموران کا تحریر خراجِ تحسین وخراجِ عقیدت اور مختلف مسلم حکومتوں کی طرف سے اعترافِ عظمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ محقق نے نامور مستشرقین کا تذکرہ بھی کیا ہے، جنھوں نے علامہ میمن سے علمی استفادہ کیا۔ پندرہویں باب میں محقق نے علامہ میمن کی چند نادر تحریریں جمع کر دی ہیں، جن میں قصیدہ، پیغام، مسدس، تقریظ، سند اور چند خطوط شامل ہیں۔ سولھویں باب میں محقق نے ڈاکٹر مختار الدین احمد، ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، ڈاکٹر زاہد علی، ڈاکٹر عبدالواحد ہالی پوتہ، پیر الٰہی بخش، شاداں بلگرامی، خوشتر منگرولی، مولانا ظفر الدین قادری، ڈاکٹر ذاکر حسین خاں، پروفیسر مسعود حسن، ریاض الرحمٰن شروانی، راز یزدانی، مولوی سلیمان اشرف، عبدالعزیز خالد، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، مولانا عبدالحلیم چشتی اور حکیم نیر واسطی کے نام علامہ میمن کے چوراسی خطوط جمع کیے ہیں؛ جب کہ سترہویں باب میں علامہ میمن کے نام عرب وعجم، ایشیا وافریقہ اور یورپ وامریکا کے مشاہیر کے چون مکاتیب پیش کر دیے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ مشاہیر کی یہ تمام خطوط ڈاکٹر مختار الدین احمد نے مرتب کیے تھے اور مفید حواشی کے ساتھ مجلة المجمع العلمی الهندی (میمن نمبر) میں شائع کیے تھے۔ محقق نے ان کے شکریے ساتھ ان مکاتیب کو شامل کتاب کیا ہے۔

کتاب کے آخر میں محقق نے پچاس صفحات پر مشتمل ایک مفصل اور جامع حاشیہ مرتب کیا ہے، جس سے ہر نوع کے محققین کے لیے استفادے کی سہولتیں فراہم ہوگئی ہیں۔ اس کتاب میں محقق کی موجودگی کا برملا اظہار عکس ہائے اسناد وخطوط وغیرہ سے ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ عبدالعزیز میمن سے متعلق معلومات کی یک جائی اور ان سے ایک کتاب کی تسوید پر کوئی اَور مصنف بھی قادر ہوسکتا تھا، لیکن ان عکوس کی فراہمی کے لیے جس خونِ جگر کی ضرورت ہوتی ہے، وہ صرف محمد راشد شیخ ہی پیش کر سکتے تھے۔

اگرچہ کتاب کے مطالعے کے دَوران بارہا طویل اقتباسات سے بھی واسطہ پڑتا ہے، لیکن ان کے برمحل استعمال سے یہ کتاب کا عیب نہیں رہتے، بلکہ ترتیبِ معلومات میں حسنِ ترتیب کا باعث بن جاتے ہیں۔ راقم اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعے سے بعض ایسی نادر معلومات فراہم ہوئیں، جن کے حصول کے لیے مدتوں کی جستجو کے بعد بھی ناکامی ہوئی تھی۔ جناب محمد راشد شیخ صاحب نے یہ کتاب اگرچہ علامہ عبدالعزیز میمن کی سوانح اور ان کی علمی خدمات سے متعلق تحریر کی ہے، لیکن متعلقاتِ علامہ عبدالعزیز پر کافی معلومات کی فراہمی سے اس کتاب کے قارئین کا حلقہ زیادہ وسیع ہوگیا ہے؛ بالخصوص تلامذۂ میمن کی وجہ سے چند ایسی شخصیات کے بارے میں بھی بنیادی معلومات دستیاب ہوگئی ہیں، جن کے بارے میں بالعموم سکوت کا عالم طاری تھا۔

اپنے مقدمے میں جناب محمد راشد شیخ نے ایک خوش کن خبر سنائی ہے کہ اس کتاب کے بعد علامہ میمن کے اردو مقالات کا مجموعہ مناسب تدوین وتحشیہ کے بعد شائع کیا جائے گا۔ اللہ ان کے ارادے میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ہم ایک دِن علامہ میمن کے اردو مقالات سے بھی مستفیض ہوسکیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆